کیاایک قربانی سب گھروالوں کی طرف سے کافی ہے

ریفرنس نمبر:Aqs 1861
تاریخ:27-07-2020

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک پوسٹ میں یہ حدیثِ پاک لکھی ہے:

''حضرت سیّدُناعطابن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدُناابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے زمانے میں آپ لوگوں کی قربانیاں کیسی ہوتی تھیں، توانہوں نے فرمایاکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں آدمی اپنے اوراپنے گھروالوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتاتھا، تواس کے سارے گھروالے کھاتے اورلوگوں کو کھلاتے، پھرلوگ فخر ومباحات کرنے لگے (ایک دوسرے پر برتری اوردکھاوے کے لیےایک سے زیادہ قربانیاں کرنے لگے)، تومعاملہ ایساہوگیاجوتم دیکھ رہے ہو۔'' **(سننِ ابنِ ماجہ، حدیث 3147)**

اس کے بعد نوٹ لکھاہے کہ اسلام میں ایک خاندان کامطلب ایک شادی شدہ مردوعورت اوراس کی اولادہے،اب اگرایک گھرمیں ایک سے زیادہ شادی شدہ لوگ ہوں، تووہ سب الگ خاندان شمار ہوں گے اور **ہر خاندان اپنی الگ اور صرف ایک قربانی یاصرف ایک حصہ قربانی کرے گا۔**

پوسٹ میں مذکورحدیث اوراس کے بعدبیان کردہ مسئلے کے متعلق شرعی رہنمائی فرمادیجئے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایک سے زیادہ افرادپر قربانی واجب ہونے کی صورت میں ان سب کی طرف سے صرف ایک بکری یاصرف ایک حصے کی قربانی کرنادرست نہیں، بلکہ ان سب پرلازم ہوگاکہ الگ الگ بکری یابڑے جانورمیں الگ الگ حصے کی قربانی کریں، کیونکہ بکرے یابکری کی قربانی میں ایک سے زیادہ حصے نہیں ہوسکتے، لہٰذاایک قربانی کسی ایک طے شدہ فردہی کی طرف سے کی جاسکتی ہے،اسی طرح بڑے جانورمیں سے ایک حصے کی قربانی بھی صرف ایک شخص ہی کی طرف سے کی جاسکتی ہے،ایک سے زیادہ افراد کی طرف سے نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذاایک گھریاایک خاندان کے مختلف افرادپرواجب ہونے کے باوجوداگران سب کی طرف سے صرف ایک قربانی یاصرف ایک حصے کی قربانی کی جائے گی،توکسی کی بھی قربانی ادانہیں ہوگی۔

رہایہ سوال کہ پھراس حدیثِ پاک سے کیامرادہے؟ تواس کاجواب یہ ہے کہ یہ حدیثِ پاک یاتومنسوخ ہے یاپھر

اس سے واجب قربانی نہیں، نفل قربانی مراد ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ جن پر مالکِ نصاب نہ ہونے کی وجہ سے قربانی واجب نہیں ہوتی تھی، وہ خاص اپنی طرف سے نفلی قربانی کرتے ہوئے ایک بکری ذبح کرتے تھے اور اس میں سے خود بھی کھاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلاتے تھے۔

سوال میں مذکور حدیثِ پاک سے نفل قربانی مراد ہے۔ چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ”کان الرجل یکون محتاجا فیذبح الشاۃ الواحدۃ یُضحّی بھا عن نفسہ فیا کل و یطعم اھلہ، فاما شاۃ واحدۃ تذبح عن اثنین او ثلثۃ اضحیۃ فھذہ لا یجزئ و لا یجوز شاۃ الا عن واحد و ھو قول ابی حنیفۃ و العامۃ من فقھائنا“ ترجمہ: ایک شخص مالکِ نصاب نہیں ہوتا تھا، تو وہ ایک بکری ذبح کرتا جس کی قربانی وہ اپنی طرف سے کرتا تھا، تو وہ خود بھی کھاتا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلاتا تھا۔ بہر حال ایک بکری جو واجب قربانی کے طور پر دو یا تین افراد کی طرف سے ذبح کی جائے تو یہ کافی نہیں ہے، ایک بکری ایک ہی شخص کی طرف سے جائز ہے اور یہ امامِ اعظم اور ہمارے جمہور فقہا رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے۔ (المؤطا للامام محمد، صفحہ 282، مطبوعہ کراچی)

ایک قربانی سب گھر والوں کی طرف سے جائز نہیں ہے۔ چنانچہ سوال میں مذکور حدیث کے متعلق شیخ عبد الحق محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ایک حدیث یہ بھی مروی ہے کہ ایک بکری سب گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے، مگر اس کا حکم بھی وہی ہے جو بیان کیا گیا کہ یہ بھی منسوخ ہے۔“

(اشعۃ اللمعات (مترجم)، جلد 2، صفحہ 693، مطبوعہ فرید بک اسٹال، لاھور)

ایک بکری کی قربانی ایک شخص ہی کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مرقاۃ شرحِ مشکوۃ میں ہے: ”الغنم الواحد لا یکفی عن اثنین فصاعدا“ ترجمہ: دو اور دو سے زیادہ افراد کی طرف سے ایک بکری کفایت نہیں کرتی۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد 3، صفحہ 561، مطبوعہ ملتان)

بنایہ شرحِ ہدایہ میں ہے: ”و اعلم ان الشاۃ لا تجزئ الا عن واحد ۔۔۔ و قد روی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال الشاۃ عن واحد، ملخصا“ ترجمہ: اور جان لو کہ ایک بکری صرف ایک شخص ہی کی طرف سے کافی ہو گی اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک بکری ایک ہی کی طرف سے (جائز) ہے۔

(البنایۃ مع الھدایۃ، جلد 14، صفحہ 353، مطبوعہ ملتان)

بڑے جانور میں کل سات حصے کیے جا سکتے ہیں، جن میں سے ہر حصہ ایک شخص ہی کی طرف سے قربان کیا جائے گا،

(دعوت اسلامی) دار الافتاء اہلسنت DARUL IFTA AHLESUNNAT

اگرایک سے زیادہ افراد کی طرف سے قربان کیا جائے، تو ان کی شرکت ایک سے کم حصے میں ہو گی جو کہ ناجائز ہے، لہٰذا کسی کی بھی قربانی جائز نہیں ہو گی۔ چنانچہ تنویر الابصار و درِ مختار میں ہے: ”(تجب شاۃ او سبع بدنۃ) ھی الابل والبقر۔۔۔ ولو لاحدھم اقل من سبع لم یجز عن واحد، ملخصا“ ترجمہ: ایک بکری یا بدنہ یعنی اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ واجب ہے اور اگر شرکا میں سے کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو، تو قربانی کسی ایک کی طرف سے بھی جائز نہیں ہو گی۔

(تنویر الابصار والدر المختار، جلد9، صفحہ521۔525، مطبوعہ ملتان)

خلاصۃ الفتاوی میں ہے: ”لو کانت الشرکاء فی البدنۃ او البقرہ ثمانیۃ لم یجزھم، ولو کانوا اقل من ثمانیۃ الا ان نصیب واحد منھم اقل من السبع لا یجوز ایضا“ ترجمہ: اگر اونٹ یا گائے میں آٹھ لوگ شریک ہوں، تو یہ جائز نہیں ہو گا، اور اگر وہ آٹھ سے کم ہوں لیکن ان میں سے کسی ایک کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو، تو بھی جائز نہیں ہو گا۔ (خلاصۃ الفتاوی، جلد4، صفحہ315، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”ایک قربانی نہ سب کی طرف سے ہو سکتی ہے، نہ سوا مالکِ نصاب کے کسی اور پر واجب ہے، اگر اس کی بالغ اولاد میں کوئی خود صاحبِ نصاب ہو، تو وہ اپنی قربانی جدا کرے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ369، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

05ذو الحجۃ الحرام 1441ھ/27جولائی 2020ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے